استفتاء

بندہ کی پھوپھو نے تین لاکھ روپے میرے چچا کو قرض دے رکھے ہیں اور اس کے بدلہ ڈیڑھ ایکڑ زمین بطورِ گروی لے رکھی ہے اور شرط یہ طے پائی کہ جب رقم واپس کرنا ہوگی تو پورے تین لاکھ دینے ہوں گے ،زمین کے گروی رکھنے اور اس سے نفع حاصل کرنے کی وجہ سے اس تین لاکھ میں کمی نہ ہوگی اور گروی رکھنے کے بعد پھوپھو نے چچا ہی کو مرہونہ زمین بٹائی پر دے رکھی ہے ،جس میں سے خرچ نکال کر آدھی رقم وہ لے لیتی ہیں اور اصل رقم تین لاکھ ویسے کی ویسے ہی ذمہ میں باقی ہے ،کیا یہ معاملہ درست ہے؟اگر درست نہیں ہے اس سے توبہ کا کیا طریقہ ہے؟اس قسم کے معاملہ کو جائز کرنے کی کیا صورت اختیار کی جاسکتی ہے۔؟

مستفتی
عبد الصبور
03063653898

دارالافتاء
فتویٰ نمبر 101/7
مورخہ 29/3/7
للامور الشرعیۃ والمالیۃ صادق آباد ضلع رحیم یار خان پاکستان

الجواب باسم ملہم الصواب

واضح رہے کہ مرتہن کا گروی رکھی گئی چیز سے فائدہ حاصل کرنا (خواہ راہن کی اجازت سے ہو یا بغیر اجازت کے) قرض پر نفع ہونے کی وجہ سے سود ہے جو کہ حرام ہے ،اور یہ سودی معاملہ کرنے کی وجہ سے دونوں فریق یعنی راہن (آپ کے چچا) اور مرتہن (آپ کی پھوپھو) گناہ گار ہوئے ہیں۔ان پر لازم ہے کہ اس معاملہ کو ختم کرکے صدق دل سے توبہ و استغفار کریں اور آئندہ اس طرح کے معاملہ سے اجتناب کریں۔

تاہم اگر آپ کی پھوپھو نے اب تک جتنا نفع حاصل کیا ہے وہ قرض کو پورا کرتا ہو تو آپ کے چچا کے مکمل قرض کی ادائیگی ہوگئی اور آپ کی پھوپھو کے لیے مزید رقم کا مطالبہ کرنا جائز نہیں اور اگر نفع قرض کو پورا نہ کرتا ہو تو جتنا قرض باقی ہے ،اس کے بقدر رقم کے مطالبے کا حق آپ کی پھوپھو کو حاصل ہے اور اگر دیے گئے قرض سے زائد نفع حاصل کیا ہو تو جتنا زائد نفع حاصل کیا تو آپ کی پھوپھو کے ذمہ اپنے بھائی کو اس کے بقدر رقم لوٹانا ضروری ہے۔(ماخذ فتاویٰ عثمانی ج،3ص،422)

Scanned by CamScanner

نیز اس کی جائز متبادل صورت "بیع بالوفاء" کی اختیار کی جاسکتی ہے، بشرطیکہ بیع کا معاملہ کرتے وقت (صلب عقد میں) مبیع کی واپسی کی شرط نہ لگائی جائے، بلکہ عقد سے پہلے یا بعد میں واپسی کا وعدہ کرلیا جائے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ ضرورت مند قرض لینے کے بجائے اپنی زمین فروخت کردے اور عقدِ بیع مکمل ہونے سے پہلے یا بعد میں خریدار اور فروخت کنندہ آپس میں یہ وعدہ کرلیں کہ جب فروخت کنندہ کے پاس اتنی رقم ہوگی کہ وہ زمین خرید سکے تو خریدار اسے یہ زمین بیچ دے گا اور اس وعدہ کی وجہ سے خریدار حتی الامکان اس بات کا پابند ہوگا کہ جب فروخت کنندہ وصول کردہ رقم دے کر ان سے یہ زمین خریدنا چاہے تو خریدار اسے یہ زمین فروخت کرے۔

الدر المختار (482/6)

(لا انتفاع به مطلقا) لا باستخدام، ولا سكنى ولا لبس ولا إجارة ولا إعارة، سواء كان من مرتهن أو راهن (إلا بإذن) كل للآخر، وقيل لا يحل للمرتهن لأنه ربا، وقيل إن شرطه كان ربا وإلا لا.

الشامية (482/6)

(قوله وقيل لا يحل للمرتهن) قال في المنح: وعن عبد الله بن محمد بن أسلم السمرقندي وكان من كبار علماء سمرقند أنه لا يحل له أن ينتفع بشيء منه بوجه من الوجوه وإن أذن له الراهن، لأنه أذن له في الربا لأنه يستوفي دينه كاملا فتبقى له المنفعة فضلا فيكون ربا، وهذا أمر عظيم.

دار الافتاء

الدر المختار (523/6)

زرعها الراهن أو غرسها بإذن المرتهن ينبغي أن تبقى رهنا ولا يبطل الرهن فتنبه.

الشامية (523/6)

(قوله ينبغي أن تبقى رهنا إلخ) جزم به في الخانية فقال: زرع أو سكن بإذن المرتهن لا يبطل الرهن وله أن يسترده، ومادام في يد الراهن لا يضمنه المرتهن.

فتاوى قاضيخان (81/2)

واختلفوا في البيع الذي يسميه الناس بيع الوفاء أو بيع الجائز قال أكثر المشايخ منهم السيد الغمام أبو شجاع والقاضي الإمام أبو الحسن علي السغدي حكمه حكم الرهن لا يملكه المشتري ويضمنه المشتري بالأكل من ثمره ولا يباح له الانتفاع ولا الأكل إلا بإباحة المالك ويسقط الدين بهلاكه إذا كان به وفاء بالدين ولا يضمن الزيادة إذا هلك لا بصنعه وللبائع أن يسترد إذا قضى الدين والصحيح أن العقد الذي جرى بينهما إن كان بلفظ البيع لا يكون رهنا ثم ينظر إن ذكرا شرط الفسخ في البيع فسد البيع وإن لم يذكرا ذلك في البيع وتلفظا بلفظة البيع بشرط الوفاء أو تلفظا بالبيع الجائز وعندهما هذا البيع عبارة عن عقد لا غير لازم فكذلك وإن ذكر البيع من غير شرط ثم ذكر الشرط على وجه المواعدة جاز البيع ويلزمه الوفاء بالوعد لأن المواعدة قد تكون لازمة فتجعل لازمة لحاجة الناس.

فقه البيوع (518/1)

اما اذا كان الوعد بالوفاء قبل البيع، ثم عقدا البيع بغير شرط، فقداختلف فيه اقوال المتاخرين من الحنفية. فقال ابن قاضي سماوة في جامع الفصولين: "ولو تواضعا (اي التلجئة) قبل البيع، ثم تبايعا بلاذكر شرط، جاز البيع عندح رحمه الله، الا اذا تصادقا انهما تبايعا علي تلك المواضعة. وكذا لو تواضعا الوفاء قبل البيع، ثم عقدا بلاشرط الوفاء، فالعقد جائز، ولا عبرة للمواضعة السابقة" ومعناه ان المواضعة السابقة للوفاء لا تلتحق باصل العقد، فيجوز البيع، كما جاز في المواضعة اللاحقة. واعترض عليه ابن عابدين رحمه الله تعالى بانه ينبغي الفساد لو اتفقا على بناء العقد عليه. وتعقبه

Scanned by CamScanner

الاتاسي رحمه الله تعالى بانه بحث مخالف للمنقول. ولكن يبدو ان النزاع لفظي؛ لان صاحب جامع الفصولين صرح بالاستثناء من الجواز ما اذا تصادقا انهما تبايعا على تلك المواضعة، ومعناه انهما اذا بنيا العقد على المواضعة السابقة بتصريح انه مشروط بتلك المواضعة، تبين ان الشرط في صلب العقد، وهو مفسد والذي جوزه في جامع الفصولين ان تكون المواضعة ليس لها ذكر في العقد، وليس هناك تصادق بانهما بنيا العقد عليها. وحينئذ لا وجه لعدم الجواز. وبجوازه افتى شيخ مشائخنا التهانوي رحمه الله تعالى.

والله اعلم بالصواب

عمار یاسر شاہ عفی عنہ

عمار یاسر شاہ غفر اللہ لہ

دار الافتاء للامور الشرعية والمالية صادق آباد

07/ ربیع الاول 1439ھ بمطابق 26/ نومبر 2017ء

دستخط: مفتی **محمد ابراہیم** صاحب دامت برکاتہم

الجواب صحیح
محمد ابراہیم
۳/۷/۳۹ھ

مفتی

دستخط: مفتی **حماد اللہ نور** صاحب مدظلہم

الجواب صحیح
ابو الحسن حماد اللہ
۰۷/۰۳/۳۹ھ

نائب مفتی

دستخط: مفتی **احسن عزیز** صاحب مدظلہم

الجواب صحیح
علیم عفی عنہ
۷/۳/۳۹ھ

نائب مفتی

دستخط: مفتی **طارق بشیر** صاحب مدظلہم

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۱۰/۷
مورخہ ۳۹/۳/۷ھ
للامور الشرعية والمالية صادق آباد ضلع رحیم یار خان

نوٹ: ادارہ کسی بھی قانونی و غیر قانونی کاروائی کی صورت میں کسی بھی قسم کا ذمہ دار نہیں اور نہ ہی فریق بنے گا۔

۱۔ جواب سوال کے مطابق ہے۔ صحت سوال کی ذمہ داری سائل پر ہے۔
۲۔ خدمت بلا معاوضہ۔

- Ph No. 068-5702211
- 0300-0815084, 0344-3387879
- 0334-4903026, 0300-6795752
- E-mail: shariainbiz@gmail.com

Scanned by CamScanner